بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

01. چار بنیادی قاعدے - مقدمہ

[تعارف مؤلف الکتاب، بسم اللہ کے فوائد اور پیغام، برکت، صبر و شکر اور توبہ، طہارت اور توحید]

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو سب جہانوں کے مالک ہیں اور درود و سلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

آج کے درس میں عقیدے کے تعلق سے بنیادی درس کا آغاز کرتے ہیں اور عقیدے کے دروس جیسے علماء بیان کرتے ہیں ہمیشہ بنیادوں سے شروع کرنے چاہئیں۔ بغیر بنیاد کے جو بات ہوتی ہے یا جو علم حاصل کیا جاتا ہے:

1۔ وہ علم ایک تو زیادہ دیر نہیں رہتا اور

2۔ اس شخص کو جس نے علم حاصل کیا ہے اس کا زیادہ دیر تک فائدہ بھی نہیں ہوتا اور وہ پریکٹیکلی بھی اس پر عمل نہیں کر سکتا اگر بنیادیں درست نہ ہوں۔

کیوں کہ عقیدے کا علم ایک ایسا عظیم علم ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں رہتا اور یہ علم ہر مسلمان پر فرض ہے، فرض عین ہے جیسے نماز فرض ہے بلکہ نماز سے بھی اہم حصہ رکھتا ہے یہ علم کیوں کہ جیسے صحیح حدیث میں آیا ہے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مشہور حدیث:

"بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ" (کہ اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں) سب سے پہلی بنیاد ہے "شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ" پھر دوسرے نمبر پر "وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ بَيْتِ اللهِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"۔ متفق علیہ مشہور حدیث ہے صحیح بخاری مسلم میں۔

تو اسلام کی بنیادیں ہیں، اسی طریقے سے سب سے پہلی بنیاد ہے کلمہ شہادت اور کلمہ شہادت ہی بنیاد ہے عقیدے کی۔ اس کلمہ شہادت کو سمجھنے کے لیے جو ہمارا عقیدہ ہے جو ہماری بنیاد ہے علماء نے چند قاعدے بیان کیے ہیں تاکہ یہ علم جو عقیدے کا ہے یہ

آسان ہو جائے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں ان قواعد میں سے یا ان عقیدے کے بنیادی مسائل میں سے اور رسائل میں سے چند علماء نے ایسی کتابیں اور چھوٹے رسالے تالیف کیے ہیں ان میں آج ان شاءاللہ جس کا آغاز کرتے ہیں وہ ہے "القواعد الاربعۃ" (چار بنیادی قاعدے)۔ اور یہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃاللہ علیہ کی تالیف ہے۔ چند اوراق پر یہ مشتمل ہے لیکن یہ رسالہ اتنا عظیم ہے کہ ان شاءاللہ جب اس کی شرح بیان کریں گے تو جو بنیادی مسائل ہیں توحید اور شرک کو سمجھنے کے لیے یہ نمایاں ہو جائیں گے اور ہر طالب علم تو کیا میرا خیال ہے عوام الناس میں بھی اگر اس کو سمجھ لیں تو کبھی بھی توحید اور شرک کو سمجھنے میں غلطی نہیں کریں گے ان شاءاللہ۔ تو آیئے دیکھتے ہیں القواعد الاربعۃ میں کیا ہے۔

اس سے پہلے یہ القواعد الاربعۃ ہم بیان کریں اور اس پر بات کریں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃاللہ علیہ یہ شخص کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ اس کی سیرت کیا ہے؟ اور ہمارے مخالفین جو ایک بات مشہور کیے ہوئے ہیں کہ وہابی مذہب ایک پانچواں مذہب آیا ہے وجود میں یہ بھی بنیادی باتوں میں سے ہے اور یہ بھی حق ہے اس عالم کا ہمارے اوپر کہ ہم جب ان کی کتابیں یا یہ رسالے جب ہم بیان کریں تو یہ ان کا حق ہے ہمارے اوپر کہ یہ بیان کریں یہ شخص کون ہے اور کس طریقے سے یہ شخص مشہور ہوا اور مخالفین نے بھی اس شخص کو ایک مذہب جیسا وہ سمجھتے ہیں کہ نیا مذہب آگیا آخر کیا وہ ایسی بات تھی وہ کیا کنڈیشنز تھیں اور شیخ صاحب رحمہ اللہ نے کس طریقے سے یعنی ان سب مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر بلانے کی کوشش کی اور بلکہ بلایا بھی الحمدللہ اور کافی لوگوں نے استجابت بھی کی مخالفین کے ہوتے ہوئے بھی۔

تو شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃاللہ علیہ، ان کا پورا نام ہے محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی۔ ان کی پیدائش سعودی عرب کے ایک گاؤں عیینہ میں ہوئی سن 1115ھ میں اور ایک علمی گھرانے علمی خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ ان کا دادا سلیمان، شیخ سلیمان رحمۃاللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور فقہاء اور علمائے نجد میں ان کا شمار ہوتا تھا اور ان کے والد بھی عالم تھے، علم حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی اتنے مطلب شوق سے انہوں نے علم حاصل کیا کہ دس سال کی عمر میں وہ قرآن کے حافظ ہو گئے، دس سال سے پہلے قرآن کا حافظ قرآن کو حفظ کر لیا۔ اور اتنی چھوٹی عمر میں ہی انہوں نے اپنے والد سے، اپنے دادا سے، اپنے عیینہ میں جو علماء تھے ان سے علم حاصل کرنا شروع کیا اس کے بعد مکہ کی طرف اور مدینہ کی طرف ہجرت کر کے بھی علم حاصل کیا اور سعودی عرب سے باہر شام کی طرف بھی انہوں نے ہجرت کی اور علم حاصل کیا۔

اور جب انہوں نے توحید کی دعوت شروع کی تو سب سے پہلے مخالفین اس کے اپنے لوگ تھے جو وہاں پر رہتے تھے کیوں کہ جیسے آپ جانتے ہیں کہ توحید اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے یا واحد دین ہے جس کے سوا اللہ تعالیٰ کوئی دین بھی قبول نہیں فرماتا اور وہ ہے دین

اسلام۔ یہی دین تھا سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام کا سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا، سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا۔

جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام آئے سب کا دین ایک ہی تھا ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ...﴿١٩﴾﴾(آل عمران:19) اور وہ ہے توحید، جس کی بنیاد ہے توحید۔

تو لوگ توحید میں تھے لیکن پوری دنیا میں شرک پھیل چکا تھا اور اس کے اثرات (شرک کے اثرات) جزیرۂ عرب میں بھی موجود تھے یہاں پر بھی شرک موجود تھا جو قبر پرستی کی شکل میں موجود تھا اور لوگ جو عوام الناس ہیں اور جاہل لوگ تھے وہ اسی کو توحید سمجھتے تھے اور اسی کو دین سمجھتے تھے۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ کی دعوت میں جو ان کو رکاوٹ ہوئی ان کے اپنے شہر سے ہوئی بلکہ امیر الاحساء، احساء اس وقت جو ہے یہ قصیم وغیرہ کا علاقہ سارا احساء کا علاقہ جسے آپ جانتے ہیں یہ سب ایک علاقہ تھا اس کا ایک ہی امیر تھا اور اس وقت انہوں نے سخت مخالفت کی اور عیینہ کے امیر کو خط لکھا کہ اس شخص کو یہاں سے نکال دو۔ تو شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ عیینہ سے نکلتے ہیں اور درعیہ کی طرف جاتے ہیں۔ امیر درعیہ امام محمد بن سعود رحمۃ اللہ علیہ وہ جب ان کی دعوت سنتے ہیں کہ ان کی توحید خالص کی دعوت ہے اور شیخ صاحب رحمہ اللہ ان کو قائل کرتے ہیں کہ یہی دعوت ہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اور یہی ایک راستہ ہے ایک ہی ذریعہ ہے نجات کا دنیا اور آخرت میں۔ اور شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ان سے ایک وعدہ کیا کہ دیکھیں قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھیں اور صحیح احادیث کا اور سیرت کی کتابوں کا اگر آپ مطالعہ کریں تو اللہ تعالیٰ کا اس میں ایک وعدہ ہے کہ جس نے بھی توحید کا اہتمام کیا ہے علماً وتعلماً کہ علم حاصل کیا اور اس کی تعلیم دی اور اس پر عمل بھی کیا اور اس کی دعوت بھی دی تو اللہ تعالیٰ کبھی ایسے شخص کو ایسے نہیں چھوڑے گا اور کامیابی ہمیشہ ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے۔

اور قرآن مجید میں آپ دیکھیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مخالفین جتنے بھی آئے اور توحید کے جتنے بھی خلاف انہوں نے پروپیگنڈہ کیا یا توحید کو توڑنے کی کوشش کی آخر میں کامیابی ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ہوئی اور ان کا نام آج بھی موجود ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت بھی موجود رہے گا۔ جو مخالفین ہیں ان کا نام کہاں ہے؟ کون سردار تھے؟ کیا ان لوگوں نے کیا؟ کچھ نہیں جانتے ہم، سوائے چند لوگوں کے جن کے نام قرآن مجید میں یا صحیح حدیث میں محفوظ ہیں۔ ابو لہب کا نام موجود ہے قرآن مجید میں ہم جانتے ہیں یہ مخالفین میں سے تھا، ابو جہل کا نام موجود ہے ہم جانتے ہیں یہ مخالفین میں سے تھا۔ لیکن اصل بات اور حق بات یہ ہے کہ آخر میں ہمیشہ کامیابی موحد کی ہی ہوتی ہے۔

امیر درعیہ نے جب یہ دیکھا کہ بات بالکل درست ہے انہوں نے ان کا ان کا ساتھ دیا دونوں اماموں نے مل کر دعوت توحید کو اس ملک میں زندہ کیا اور توحید کی روشنی الحمد للہ جیسے آپ دیکھتے ہیں آج میرا خیال ہے پوری زمین کے اوپر پھیل گئی ہے اور پوری دنیا میں ماشاء اللہ توحید کا جھنڈا لہراتا ہے آپ دیکھتے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں بھی یہ چیز موجود ہے مطلب یہ دعوت جو ہے یورپ، امریکہ میں اور انڈونیشیا میں، انڈیا، پاکستان میں یہ دعوت پھیل گئی ہے الحمد للہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

ایک چھوٹے سے علاقے، چھوٹے سے گاؤں سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ آپ دیکھیں کہاں تک پہنچ گیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جس نے بھی توحید پر اخلاص کے ساتھ (شرط اخلاص کی ہے) کسی بھی دنیا کے لوگوں کو دکھانے کے لیے نہیں، یہ نہیں کہ مجھے اس دنیا سے کچھ ملے گا یا مجھے زمین کی ضرورت ہے یا کرسی کی ضرورت ہے، بالکل نہیں۔ جس نے بھی توحید کی دعوت کو لیا اور اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا دیا اخلاص نیت کے ساتھ اور اتباع سنت کے ساتھ، دعوت و تبلیغ بھی عبادت ہے دعوت و تبلیغ بھی بغیر اخلاص اور اتباع کے نہیں ہو سکتی۔ تو اس انداز سے ان دونوں علماء نے اور اماموں نے اس دعوت کو پھر سے اس جگہ پر زندہ کیا الحمد للہ اور اس طریقے سے یہ توحید کی روشنی پھیل گئی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں پر آپ کو ظاہراً کوئی مزار نہیں ملے گا کہیں بھی، پورے سعودی عرب میں آپ دیکھ لیں کہیں بھی نہیں ملے گا آپ کو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ان اماموں کو ان علماء کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے ان کا بھی احسان ہے حقیقت بات ہے امت پر کہ کس طریقے سے انہوں نے مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کی سربلندی کی ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی وفات سن 1206ھ میں ہوئی۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالے کا جو آغاز ہے وہ ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ سے کیا۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ کا عام ترجمہ جو ہم کرتے ہیں جو ہم سنتے آئے ہیں ہمیشہ (شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ اور یہی ترجمہ رائج ہے اور اس ترجمے کی جو بنیاد ہے کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ یہی ترجمہ درست ہے اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس ترجمے سے بہتر یہ ترجمہ ہے کہ (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ یعنی شروع کا لفظ پہلے نہیں ہونا چاہیے بلکہ شروع کا لفظ بعد میں ہونا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا نام پہلے کرنا چاہیے۔

دونوں باتیں درست ہیں لیکن زیادہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو دوسری بات صحیح ہے جو ہم اس مفہوم کو بیان کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کیسے۔ عربی زبان میں ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾۔ ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ یہ دو لفظوں پر مشتمل ہے، یہ کلمہ ایک لفظ ہے ایک

کلمہ ہے دو لفظوں پر مشتمل ہے۔"باء" کا حرف لفظ سمجھا جاتا ہے جسے کہتے ہیں حروف الجر "باء"۔Prepositions انگلش میں کہتے ہیں ،اسم یعنی Noun نام۔تو﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾(اللہ تعالیٰ کے نام سے) ﴿الرَّحۡمٰنِ﴾(وسیع رحمت والا) ﴿الرَّحِيۡمِ﴾(رحم کرنے والا)۔اب﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾میں﴿الرَّحۡمٰنِ﴾اور﴿الرَّحِيۡمِ﴾میں کیا پیغام ہے اور کیا فائدے ہیں یہ دیکھتے ہیں۔

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾(اللہ تعالیٰ کے نام سے)حرف باء جو ہے اس کے یہاں پر دو عظیم فائدے ہیں۔اس کا استعمال کیوں ہوا ہے؟دو عظیم فائدے ہیں:

1۔مدد کے لیے

2۔برکت کے لیے

یعنی کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے نام سے مدد لیتے ہوئے برکت حاصل کرنے کے لیے یہ عمل کررہا ہوں۔یہ باء کا حرف ہو گیا۔ باء کا کیا فائدہ ہے؟ مدد طلب کرنا اور نمبر دو برکت حاصل کرنا۔

اسم اللہ،اسم﴿اللّٰهِ﴾ یہ صیغہ جو ہے اسے کہتے ہیں مفرد مضاف عربی زبان میں۔ مفرد مضاف ہمیشہ یاد رکھیں جب بھی آئے تو یہ ہوتا ہے عموم کے لیے عام ہے ، عربی زبان میں۔(کیوں کہ یہ علمی بات ہے میں تھوڑی سی معذرت بھی چاہتا ہوں کہ یہ علمی بات ہے اگر آپ ساتھیوں کی سمجھ آ جائے)۔تو عموم کا مطلب ہے سارے کے سارے نام اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں۔ایک نام نہیں صرف اللہ نہیں بلکہ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان سب ناموں سے میں مدد طلب کرتا ہوں اور برکت حاصل کرتا ہوں۔

﴿اللّٰهِ﴾اللہ تعالیٰ کا لفظ جو ہے یہ الٰہ سے ہے جمہور کا جو قول ہے،کچھ علماء کا یہ قول ہے کہ لفظ جامد ہے اس کا کوئی مشتق نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا لفظ ایسے ہی لفظ ہے اس کا کوئی Root word نہیں ہے۔جو جمہور ہے علماء کا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ الٰہ سے نکالا گیا ہے ،اللہ کا لفظ الٰہ سے اور الٰہ کہتے ہیں معبود کو۔یہ عربی زبان میں بھی متفق ہے اور شریعت قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں بھی یہ بات متفق ہے کہ الٰہ کا مطلب جو ہے وہ معبود ہے۔تو اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا لفظ جو اسم ہے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے"واحد معبود"۔دیکھیں صرف نام میں ایک معبود جو عبادت کا مستحق ہے اور یہ ایسا نام ہے اللہ تعالیٰ کا نام جو ہے پوری عربی زبان میں ایسا نام کوئی نہیں ہے،نہ اس کا کوئی جمع ہے اس لفظ کا کوئی جمع نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی جینڈر ہے کہ آپ Female اس کو نہیں کر سکتے واحد لفظ ہے کوئی نام ایسا ہے ہی نہیں۔باقی جتنی بھی زبانیں ہیں جب ترجمہ کرتے ہیں اللہ کا گاڈ میں خدا میں تو جمع ہے ہر لفظ

میں جمع ہے ہر ترجمے میں جتنے بھی آپ کرتے ہیں ان میں ہر لفظ کا جمع ہے اس کا جینڈر بھی ہے کہ Male ہے Female ہے مرد ہے عورت ہے مذکر ہے مونث ہے، یہ سب موجود ہے سوائے اس عظیم نام کے۔

﴿الرَّحْمٰنِ﴾ (وسیع رحمت والا)۔ اتنی وسیع ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ لوگ کفر کرتے ہیں جھٹلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں رزق دیتا ہے صحت اور عافیت دیتا ہے، انہیں اس دنیا میں جینے کی ہر آسائش عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ جانوروں کو بھی رزق عطا فرماتا ہے، پتھر کے اندر اس کیڑے کو بھی رزق عطا فرماتا ہے جس کو رزق دینے سے ساری کی ساری کائنات عاجز ہے پوری کائنات۔ کون دے سکتا ہے پتھر بند ہے اندر ایک کیڑا پھنسا ہوا ہے کون رزق دیتا ہے اسے؟ وہ زندہ کیسے ہے؟ تو کیا ہے کہ کوئی مخلوق آسمان میں ہو، کوئی زمین کے اوپر ہو، کوئی زمین کے اندر ہو، کوئی زمین کے نیچے، ہو سب اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے زندہ ہیں۔

﴿الرَّحِيْمِ﴾ (رحم کرنے والا)۔ یہ نہیں کہ صرف صفت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بلکہ صفت بھی ہے اور یہ صفت اپنی مخلوق تک پہنچتی بھی ہے یعنی ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ میں صفت ہے ﴿الرَّحِيْمِ﴾ میں فعل ہے عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت پہنچاتے ہیں اپنے بندوں تک۔

ایک ڈاکٹر ہے اس نے ڈاکٹری کا علم حاصل کیا ہے لیکن مریض نہیں دیکھتا تو لوگوں کو اس کے ڈاکٹر بننے سے کوئی فائدہ ملا؟ کوئی فائدہ نہیں ملا ڈاکٹر تو ہے نام کا ڈاکٹر ہے وہ تو جب تک وہ مریضوں کو وہ فائدہ نہیں پہنچائے گا مریضوں کے لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس کی ڈاکٹری کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ "وللہ تعالیٰ" کہ اللہ تعالیٰ الرحمٰن ہیں رحمت وسیع بھی ہے اور پہنچتی بھی ہے لوگوں تک اور پوری کائنات اس رحمت سے استفادہ کرتی ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کا ترجمہ کیا ہے اور مفہوم کیا ہے؟ (اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت مہربان وسیع رحمت والا اور رحم کرنے والا ہے)۔ اب یہ بات اگر دیکھی جائے تو یہ تھوڑی سی ناقص ہے (اللہ تعالیٰ کے نام سے بہت مہربان یعنی وسیع رحمت والا رحم کرنے والا)۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں اس نام سے؟ میں کچھ کرنا تو چاہتا ہوں تو "شروع" کچھ علماء نے کہا ہے کہ لفظ شروع جو ہے وہ محذوف ہے موجود نہیں ہے شروع کا لفظ اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ شروع کا لفظ اگر آپ کریں گے کیا شروع؟ پڑھنا شروع، کھانا شروع، پینا شروع، اٹھنا شروع، بیٹھنا شروع، پکڑنا شروع، چڑھنا شروع، سونا شروع، کیا؟ تو علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں پر کیوں کہ جو جار اور مجرور ہوتا ہے باسم، یہ جار اور مجرور ہے اس کا کوئی متعلق ہوتا ہے ورنہ جملہ جو ہے بے فائدہ بے مفہوم ہو جاتا ہے بے معنی ہو جاتا ہے۔

اب ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟ کچھ علماء نے کہا ہے کہ شروع کا لفظ محذوف ہے، یہ متعلق جو ہے جار اور مجرور کا وہ ہے "شروع کرتا ہوں" أبتدأُ عربی زبان میں لیکن کیا شروع کرنا چاہتا ہوں؟ اگر آپ کہیں کھانا شروع کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کو پھر بیان کرنا پڑے گا تو اس سے بہتر ہے شروع کے لفظ سے آپ یہ کہیں کہ ایک فعل ہے جو محذوف ہے اور مناسب ہے اس مقام پر۔ یعنی اب میں یہ رسالہ پڑھ رہا ہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ "أقرأُ" (پڑھ رہا ہوں)۔ اگر میں کہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (شروع کرتے ہوئے) تو آپ کہیں گے کیا شروع کرنا چاہتے ہیں آپ؟ پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے بہت مہربان نہایت رحم والا ہے) پڑھتا ہوں تو یہ پتہ چل جاتا ہے آپ کو کہ آپ نے یہ اس لیے نام استعمال کیا تاکہ آپ پڑھنا چاہتے ہیں۔

تو جو محذوف ہے جو موجود نہیں چیز جسے حذف کر دیا گیا ہے وہ ہے ایک فعل۔ فعل کون سا ہے؟ جو آپ کرنا چاہتے ہیں، پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ "أقراء" ہوگا "پڑھتا ہوں" کھانا چاہتے ہو تو میں کھاتا ہوں، اٹھنا چاہتا ہوں تو میں اٹھتا ہوں، اس کے مطابق یہ فعل لکھا نہیں جائے گا لیکن آپ کے مفہوم میں موجود ہوگا۔ آپ آیئے دیکھیں مفہوم کیا ہے؟ کہ:

"اے اللہ تعالیٰ! میں آپ کے ہر بابرکت نام سے مدد طلب کرتا ہوں اور برکت حاصل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میں جو کام کرنے جا رہا ہوں جو میں یہ رسالہ پڑھنے جا رہا ہوں اس کی شرح کرنے جا رہا ہوں اسے میرے لیے آسان کر دے میری مدد فرما کر اور مجھے توفیق دے کہ میں اچھے طریقے سے اس کام کو انجام دے سکوں اور اس کام میں میرے برکت بھی ڈال دے تو رحمٰن ہے تیری رحمت اتنی وسیع ہے کہ تو جانوروں کو اور کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا رہتا ہے، میں تیرا ایک کمزور ضعیف بندہ ہوں محتاج ہوں تیری رحمت کا مجھ پر بھی اپنی رحمت نازل کر کے رحم فرما کر میرے لیے یہ کام آسان کر اس میں برکت ڈال دے"۔ یہ ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کا مفہوم۔

آگے چلیں، شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالے کی شروعات ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کے بعد ایک دعا سے شروع کی ہے اور شیخ صاحب رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے آپ کوئی تصنیف دیکھ لیں اکثر تصانیف میں شیخ صاحب رحمہ اللہ جو ہیں دعا سے شروع کرتے ہیں تو اپنی جو بات ہے وہ ہمیشہ دعا سے شروع کرتے ہیں۔ اس رسالے میں شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "أَسْأَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَتَوَلَّاكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"۔

"أَسْأَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ" (میں اللہ تعالیٰ کے نام سے سوال کرتا ہوں جو کریم ہے کرم کرنے والا ہے) "رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ" (جو عرش عظیم کا ربّ ہے) "أَنْ يَتَوَلَّاكَ" (کہ اللہ تعالیٰ جو کریم ہے اپنے کرم سے تجھے مدد دے تجھے توفیق دے)

"فِي الدُّنْيَا" (دنیا میں تیری مدد کرے اور ہدایت اور توفیق اور حفاظت سے) "وَالْآخِرَةِ" (اور آخرت میں تجھے جنت عطا فرمائے)۔ یعنی جو شخص یہ رسالہ پڑھ رہا ہے یا جو سن رہا ہے اس کے لیے یہ دعا ہے اس پہلے کہ میں اپنی بات بیان کروں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ربّ کریم جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی حفاظت کرتا ہے، پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور قبضے میں ہے، عرش عظیم کا مالک ہے۔ اور عرش آپ جانتے ہیں سب سے بڑی مخلوق عرش ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے سامنے یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ جیسے ایک صحرا میں ایک رنگ ڈال دیں، رنگ "حلقہ" آپ ڈال دیں صحرا میں۔ اس حلقہ کی کیا اوقات ہے کوئی حیثیت ہے؟ تو کرسی کے سامنے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر ساتوں زمینوں کے ایسے جوڑ دیں اور ساتوں آسمانوں کو بھی جوڑ دیں اور ایک حلقہ بنا دیں جوڑ کر وہ ایسے لگے گا کرسی کے سامنے جیسے ایک صحرا میں ایک چھوٹا سا ایک حلقہ ایک رنگ پڑا ہو اور کرسی عرش کے سامنے یہی حیثیت رکھتی ہے کہ جیسے ایک صحرا میں ایک حلقہ پڑا ہو عرش کے سامنے۔ تو عرش اتنی عظیم مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی اور جب عرش اتنی عظیم مخلوق ہے تو عرش کا ربّ کیا ہو گا عرش کے ربّ کی کیا عظمت ہو گی! جب یہ ربّ اتنا عظیم ہے تو کریم بھی ہے، کریم کا مطلب ہے وسیع، کریم کے معنی میں سے وسیع بھی ہے یعنی رحمت ہے تو بہت وسیع ہے، طاقت ہے تو بہت وسیع ہے یعنی جس کی کوئی لمٹ نہیں ہے۔

تو جو ایسا ربّ ہے جو عظیم بھی ہے اور کریم بھی ہے تو میں اس ربّ سے سوال کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ جو شخص یہ رسالہ پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں لے لے اور اس بندے کی حفاظت کرے دنیا میں اور آخرت میں۔ دنیا میں حفاظت کیسے کرے؟ ہدایت دے کر صراط مستقیم اس کے لیے آسان کر دے اور آخرت میں اسے جنت عطا فرما دے۔

"وَأَنْ يَجْعَلَكَ مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتَ" (اور اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے جہاں پر بھی تم ہو)۔ یہ دوسری دعا ہے، دنیا کے کسی کونے میں تم ہو اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے۔

مبارک کا مطلب ہے لفظ "بركة" جو ہے اکثر لوگ غلطی بھی کرتے ہیں اس میں یہ بھی میں ذرا بیان کر دوں برکت کیا ہوتی ہے؟ برکت کا مطلب ہے خیر کثیر، بہت ہی زیادہ خیر۔ اور یہ لفظ عربی زبان میں دو چیزوں سے لیا گیا ہے "بروك الجمل" (اونٹ کا بیٹھنا)۔ اونٹ، اونٹ ہوتا ہے نا اس کا بیٹھنا اور "بركة" سے بِركة کہتے ہیں کنویں کو۔ تو یہ لفظ برکت کا بَركة کا عربی زبان میں کہاں سے آیا ہے؟ یہ لفظ جو ہے ان دو چیزوں سے آیا ہے۔

"بروك الجمل" جو ہے جب اونٹ بیٹھ جاتا ہے ایک جگہ پر تو جلدی نہیں اٹھتا باقی جتنے جانور دیکھیں آپ بیٹھ جائیں گے آپ تھوڑا سا کریں گے وہ اٹھ کر بھاگ جائیں گے اونٹ واحد جانور ہے جب تک آپ اسے اٹھائیں گے نہیں وہ اٹھے گا نہیں، جب بیٹھتا ہے تو اٹھنے کا نام نہیں لیتا اور بیٹھتا بڑی مشکل سے ہے۔ تو یہ ثبوت اور استقرار اس لفظ سے لیا گیا ہے "بروك الجمل" سے ثابت ہے اور مستقر ہے لمبی دیر تک۔

"بِرکۃ" جو ہے کنواں، کنویں میں کیا ہوتا ہے؟ پانی اور پانی سب سے بڑا خیر ہے، اس دنیا میں جتنی بھی زندہ چیزیں ہیں وہ پانی سے ہی ہیں ﴿وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ﴾ (الانبیاء:30) اس پانی سے ہر چیز زندہ ہے تو خیر کثیر ہے یعنی خیر کثیر بھی ہے اور مستقر بھی ہے اور لمبے عرصے تک رہتا ہے اس کو کہتے ہیں برکت۔ اور یاد رکھیں برکت جو ہے بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی دین کا حصہ ہے۔ آپ کوئی چیز سمجھتے ہیں کہ کوئی چیز مبارک ہے اس میں برکت ہے اس میں خیر کثیر ہے اس کی دلیل ہونی چاہیے اگر دلیل نہیں ہے تو اس میں برکت آپ ثابت نہیں کر سکتے، مثال کے طور پر کچھ جگہیں مبارک ہیں۔ اگر میں کہوں کہ یہ کمرہ مبارک ہے تو آپ کہیں گے بھئی کون سی بات کر رہے ہیں دلیل مجھے بیان کریں کہ یہ کمرہ کیسے مبارک ہے؟ میں اگر دلیل بیان کر سکوں تو میں سچا ہوں اگر دلیل نہیں ہے تو میں جھوٹا ہوں۔ اب حرم شریف جو ہے حرم مکی جو ہے یہ مبارک ہے۔ کیسے مبارک ہے آخر خیر کہاں سے ہے اس حرم میں؟ کہ جو شخص ایک نماز پڑھتا ہے اس کو ایک لاکھ کے برابر کا ثواب ہے۔ تو خیر کثیر ہے کہ نہیں؟ خیر ہے تو یہ برکت ہے۔ مدینہ کا حرم مسجد نبوی وہ بھی برکت ہے اس میں ایک نماز ایک ہزار کے برابر ہے۔ مسجد اقصیٰ برکت ہے ایک نماز پانچ سو کے برابر ہے۔ اچھا مساجد جو ہیں عام مساجد جو ہیں کیا برکت ہے کہ نہیں؟ برکت ہے۔ کیوں؟ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اس میں نماز پڑھتے ہیں اس میں خیر ہے، اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس میں خیر ہے، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اس میں خیر ہے، اس کی دلیل موجود ہے۔

لیکن فلاں قبر ہے، فلاں مزار ہے یہ مبارک ہے ﴿قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ﴾ (البقرۃ:111) اپنی دلیل بیان کرو اگر ہے تو ہماری سر آنکھوں پر ہے اگر نہیں تو آپ یہ نہ کہو یہ برکت والی ہے، یہ جگہ مبارک ہے یہ کبھی نہیں کہہ سکتے آپ۔

اب کچھ چیزیں مبارک ہیں، زمزم کا پانی مبارک ہے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" (زمزم کا پانی اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے آپ نے پیا ہے)۔ یعنی آپ نیت کر کے پیئں کہ میں بیمار ہوں مجھے شفاء ہو شفاء ہو کر رہے گی ان شاء اللہ۔ آپ کا کام رکا ہوا ہے آپ کو پریشانی ہے آپ نے اس نیت سے پیا ہے پریشانی دور کام ہو

جائے گا ان شاء اللہ۔ جتنی آپ کی نیت پختہ ہو گی اتنا ہی اس کا اثر ہو گا ان شاء اللہ بشر طیکہ ہے کہ توحید کا نور دل میں ہمیشہ رہے ، مشرکین، مبتدعین کے لیے نہیں یاد رکھیں۔

تو برکت کچھ جگہوں میں ہے اور کچھ چیزوں میں ہے۔ حبہ سوداء برکت ہے۔ کیوں؟ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ (حبہ سوداء شفاء ہے ہر بیماری سے سوائے موت کے)۔ تو اس میں بھی برکت ہے تو برکت کسی چیز میں ثابت کرنے کے لیے آپ کے پاس دلیل ہونی چاہیے یہ قاعدہ یاد رکھیں ہمیشہ اگر دلیل نہیں ہے تو برکت ہے ہی نہیں دلیل ہے تو برکت ہے ہماری سر آنکھوں پر ہے۔

اب مکہ میں ایک شخص جاتا ہے مکہ کی دیواروں کو یہ جو حرم مکی ہے دیواروں کو ہاتھ لگا کر جسم پر لگاتا ہے یا اس کو بوسہ دیتا ہے، اب آپ نے دیکھا ہو گا عمرہ کرتے ہوئے، حج کرتے ہوئے۔ کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔ پریشان کیوں ہو گئے آپ! جائز نہیں ہے۔ کیوں جائز نہیں ہے؟ ﴿قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾۔ مکہ حرم ہے، مسجد الحرام میں جو برکت ہے وہ دیواروں پر ہاتھ لگانے سے نہیں ہے وہ اس میں نماز پڑھنے سے ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اس کی دلیل تو موجود ہے لیکن اس کی دلیل کہاں ہے کہ آپ جو ہے دیواروں کو ہاتھ لگا کر چومتے رہو؟!

حجر اسود کو بوسہ دینا جائز ہے؟ جائز ہے۔ کیوں؟ اس میں دلیل ہے حجر اسود میں برکت ہے، جیسے ایک روایت میں آیا ہے کہ (حجر اسود جو ہے بالکل سفید تھا دودھ کی طرح تو لوگوں کے گناہوں نے کالا کر دیا اور حجر اسود نام رکھ دیا گیا)۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے (میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے میں تجھے اس لیے بوسہ دے رہا ہوں کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ تجھے بوسہ دے رہے تھے)۔ تو جس میں دلیل ہے اس کی برکت ثابت ہے اس پر عمل بھی ہے اور جس کی دلیل نہیں اس کی برکت نہیں ہے۔

"وَّ جَعَلَنِىۡ مُبٰـرَكًا اَيۡنَ مَا كُنۡتُ" (جہاں پر بھی ہو اللہ تعالیٰ تجھے مبارک بنائے)۔

اور یاد رکھیں جس نے توحید کا علم حاصل کیا تو وہ شخص مبارک ہے۔ مبارک کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ہاتھ چومتے رہو اور اس کو مسح کرتے رہو، مبارک علماء کی برکت ان کے جسم میں نہیں ہے علماء کی برکت ان کے علم میں ہے ان سے علم حاصل کرو یہ ان سے برکت ہے۔ کیونکہ ایک کہنے والے نے تو یوں بھی کہا کہ (فلاں شخص نے اپنے محدث استاد کا بلغم بھی پیا تھا)۔ تعجب کی بات ہوتی ہے واللہ! برکت کے طور پر۔ ارے اللہ کے بندے! یہ کس نے کہا کہ ان کے بلغم میں برکت ہے؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک تھا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلغم مبارک تھا، ان کا لعاب مبارک تھا، ان کے بال مبارک

تھے، صحیح بخاری اور مسلم میں روایت موجود ہے ان کی دلیل موجود ہے۔ تو اس کی دلیل کہاں ہے آپ کے پاس کہ یہ عالم یا آپ کا بزرگ جو شیخ ہے یہ بھی مبارک ہے کہ آپ اس کا بلغم بھی پیئیں؟ یا ان کے جسم سے مسح کریں؟ تو علماء کی برکت ان کے علم میں ہے ان کا علم جہاں بھی پہنچتا ہے خیر کثیر ہے کہ نہیں؟ خیر کثیر ہے۔ تو علماء کی برکت ان کے علم میں ہے اور جو شخص بھی توحید کا علم حاصل کرے ان بنیادی اصول کے ساتھ اور اس علم کو جہاں بھی جائے گا اس کے ساتھ ہے۔ انسان کا مال ضائع ہو سکتا ہے، انسان کا گھر ختم ہو سکتا ہے، بیوی بچے ختم ہو سکتے ہیں، مصیبتیں آتی رہتی ہیں انسانوں پر لیکن جب تک انسان سانس لے رہا ہے اور زندہ ہے اس کا علم موجود ہے إلّا یہ کہ وہ پاگل ہو جائے یا وہ مر جائے جب تک اس کی عقل موجود ہے تو اس کے اندر اس کا علم موجود ہے جہاں جائے گا یہ برکت اس کے ساتھ ہے۔

"وَأَنْ يَجْعَلَكَ مِمَّنْ إِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ" (اور اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں میں کر دے ان لوگوں میں آپ کا شمار ہو جائے جنہیں جب اللہ تعالیٰ کچھ اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ شکر کرتے ہیں) "وَإِذَا ابْتُلِيَ صَبَرَ" (اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں) "وَإِذَا أَذْنَبَ اسْتَغْفَرَ" (اور جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو توبہ استغفار کرتے ہیں)۔

اللہ اکبر کتنی پیاری دعا ہے! اور یہ جو الفاظ ہیں صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ"۔ بڑی عظیم حدیث ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ" (مومن کے امر میں ہمیشہ عجب ہوتا ہے تعجب ہوتا ہے)۔ مومن جو ہوتا ہے ایسے عمل کرتا ہے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا ہے دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیسا مومن ہے کیسا بندہ ہے! "إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ" کیا ہمیشہ خیر میں رہتا ہے؟ (ہمیشہ خیر ہے)۔ مومن کی عجب بات یہ ہے کہ ہمیشہ خیر میں ہے خوشی میں خیر، غمی میں خیر، مصیبت میں خیر، ہمیشہ خوش ہمیشہ خیر۔ کیسے؟ اب دیکھیں کیسے۔ اس پہلے کہ کیسے "وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ"۔ پھر تاکید کی گئی ہے، یاد رکھیں جو بات بیان ہو رہی ہے یہ صرف مومن کے لیے ہی ہے یعنی اس سے پہلے میں بات بیان کروں کہ کون سی ایسی بات ہے تعجب کی یہ ہو گا صرف مومن کے لیے اس لیے اپنے ایمان کو دیکھو ٹٹولو کتنا ہے آپ کے دل میں پھر آپ اس بات پر فٹ ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں، آپ ان میں سے نہیں ہیں پھر۔ "إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ" (جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں اور خوشیاں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے)۔ خوشی کے بعد خوشی، خوشی کے بعد خوشی، نعمت کے بعد نعمت، نعمت کے بعد نعمت کیا کرتا ہے؟ "شَكَرَ"۔ اور شکر میں یہ مطلب نہیں ہے، الحمد للہ بس خاموش۔ شکر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زبان سے شکر کیا پھر جا کر نافرمانی شروع کر دی یہ وہ شکر نہیں ہے یہ مومن کا عمل نہیں ہے بلکہ ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

﴿شُكْرًا﴾(سبا:13) شکر عمل کے ساتھ ہوتا ہے یاد رکھیں شکر عمل کے ساتھ ہوتا ہے عمل نہیں تو شکر بھی نہیں شکر بھی ناقص ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ اگر نعمتیں حاصل ہوں خوشیاں حاصل ہوں تو شکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری کرتے ہوئے۔ '' وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ '' (اور اگر کوئی مصیبتیں پریشانیاں ہوں صبر کرتا ہے)۔ زبان سے کیا نکلتا ہے؟ ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ﴾(البقرة:156)۔ اور عمل سے کیا ہوتا ہے؟ کپڑے نہیں پھاڑنے، چیخنا چلانا نہیں، نوحہ نہیں کرنا یہ مومن کا عمل نہیں ہے جس نے ایسا کیا وہ مومن نہیں۔ اس کا ایمان کم ہے اس کے ایمان میں نقص ہے یہ وہ مومن نہیں ہے جو حدیث میں بیان ہو رہا ہے۔ اگر آپ ایسے مومن ہونا چاہتے ہو تو آپ کی دو نشانیاں ہونی چاہیے جب خیر ہو، خوشی ہو تو آپ اس خوشی کو اس خیر کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کر دو اور جب مصیبت ہو کوئی پریشانی ہو تو صبر کر کے اپنا اجر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

پھر شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِنَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثُ عُنْوَانُ السَّعَادَةِ" (یہی تین چیزیں سعادت اور خوشی کا عنوان ہیں نشانی ہیں)۔

اگر آپ کسی کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ تین اس کی نشانیاں ہیں۔ تیسری کون سی ہے؟

1۔ پہلی تھی اگر نعمتیں ہوں خوشی ہو تو شکر کرنا۔

2۔ اگر مصیبتیں ہوں تو صبر کرنا۔

3۔ اگر گناہ کریں تو استغفار کریں۔

اللہ اکبر، یعنی یہ گمان نہ کرو کہ تم مومن ہو تو کبھی گناہ نہیں کرو گے گناہ مومنوں سے بھی ہوتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صحیح حدیث میں "كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ" (آدم کی اولاد میں سے سارے کے سارے خطاکار ہیں گناہ کرنے والے ہیں سارے کے سارے)۔ "كُلُّ" کس لیے استعمال ہوتا ہے؟ عموم کے لیے عام ہے "كُلُّ ابْنِ آدَمَ" جتنی بھی آدم کی اولاد ہے جتنے بھی انسان ہیں گناہ کرنے والے ہیں خطاکار ہیں اور بہترین گناہ کرنے والا وہ ہے بڑی عجیب سی بات ہے کیا بہترین بھی ہوتے ہیں گناہ کرنے والے! جی ہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے (اور بہترین گناہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے ہیں)۔

قباحت اس میں نہیں کہ آپ نے گناہ کیوں کیا قباحت اس میں ہے کہ آپ نے گناہ کے بعد توبہ کیوں نہیں کی؟ ایک گناہ کیا توبہ کرو پھر ہو گیا پھر توبہ کرو، دس بار ہو گیا دس بار توبہ کرو وہ ربّ جو ہے وہ غفور رحیم ہے وہ سب کی توبہ قبول فرماتا ہے کوئی توبہ کر

کے تو دیکھے۔"فَإِنَّ هَؤُلاءِ الثَّلاثُ عُنْوَانُ السَّعَادَةِ"تو یہ تین چیزیں اگر ایک شخص میں جمع ہو جائیں اچھائی کے وقت خوشی کے وقت شکر، مصیبت کے وقت صبر، اور گناہ کے وقت توبہ اور استغفار یہ تین چیزیں علامتیں ہیں مکمل خوشی کی اور سعادت کی۔

آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں"اعْلَمْ أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ"۔"اعْلَمْ"(یہ جان لو)۔اور شیخ صاحب رحمہ اللہ کے اکثر جو رسالے ہیں وہ اسی لفظ سے شروع ہوتے ہیں"اعْلَمْ"(یہ جان لو، یہ جان لو)۔کیوں؟ سننے والا تاکہ اگر بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا اپنی عقل کے ساتھ مصروف ہو جائے ادھر ادھر دیکھنا شروع کردے"اعْلَمْ"کہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں، آپ سے بات کر رہا ہوں سنو! یعنی کان کھول کر سنو اور سمجھو یہ بڑی اہم بات آرہی ہے، آگاہ کرنا۔ اور یہ شیخ صاحب رحمہ اللہ اپنی طرف سے اپنی عقل سے نہیں لے کر آئے قرآن مجید کے تتبع سے دیکھا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً تیس مرتبہ ایسی جگہیں ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے بیان کیا ہے۔

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾(محمد:19)۔﴿اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾(البقرہ:259)۔ اب آیت میں سیاق میں آتے آتے اچانک﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ﴾،﴿اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔تو انسان کو آگاہ کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ ہے جس میں سننے والا آگاہ بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سمجھنے کی کوشش بھی کرتا ہے کہ یہ ابھی ضروری بات ہونے والی ہے۔

"اعْلَمْ أَرْشَدَكَ اللهُ لِطَاعَتِهِ"پھر دعا ہے اللہ اکبر کہ"أَرْشَدَكَ اللهُ"(اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے)۔کس کی طرف؟"لِطَاعَتِهِ"(اپنی فرمانبرداری کی طرف)۔

"أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ"(بے شک حنیفیت جو ہے وہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی ملت ہے، یعنی دین ہے)۔حنیفیہ کیا؟ حنفی کسے کہتے ہیں؟ وہ نہیں جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیروی کرے اصل میں حنفی وہ ہے جو شرک سے اور بدعات اور خرافات سے دور ہو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور ہو اسے کہتے ہیں حنفی۔ حنیفیہ وہ دین ہے وہ ملت ہے جو شرک سے اور نافرمانیوں سے دور ہے اور ملت ابراہیم یہی حنیفیہ ہے "حنیفیہ" حنفیہ نہیں۔

کیا ہے حنیفیہ ملت ابراہیم؟ شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں"أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ"(کہ اللہ تعالیٰ واحد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا)"مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ"(اخلاص کے ساتھ)۔اور اخلاص جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہر عبادت کی پہلی بنیاد ہے اور توحید کی جڑ ہے بغیر اخلاص کے توحید نہیں بغیر اخلاص کے عبادت نہیں ہے اور اخلاص جو ہے"خ ، ل ، لام ،ص"کا

لفظ جو ہے اس کا مطلب ہے کسی چیز کو صاف کرنا پاک کرنا کسی چیز سے یعنی خالص رہنے دینا اسے، اسے خالص کرنا۔ خالص دودھ کا مطلب ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو، خالص دین وہ ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ" (عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور واحد اللہ تعالیٰ کی)۔ یہ نہیں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی کرنی ہے ٹھیک ہے لیکن کسی اور کی بھی کرنی ہے، دعا پکار اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے ٹھیک ہے لیکن کسی اور بزرگ کے لیے بھی ہے یا کسی فرشتے یا نبی کے لیے ہے۔ نہیں نہیں بالکل ہر گز نہیں "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" (اخلاص کے ساتھ)۔ اگر "وَحْدَهُ" صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو اس میں یہ بھی ہے اگر کسی کو شریک نہیں کرتے آپ یعنی یہ پکارتے صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، لوگوں کو دکھانے کے لیے بھی نہیں پکارنا اللہ تعالیٰ کو صرف یعنی ریاکاری بھی نہیں "مُخْلِصًا" یعنی اگر کوئی شخص عبادت کرتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی، میں پکارتا ہوں "یا اللہ مدد" اور ساتھ ہی کوئی بیٹھے ہیں، پکارا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن اگر مقصد یہ ہے اس سائل کا اس دعا کرنے والے کا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ دیکھو یہ بڑا موحد ہے تو عبادت یہ دین خالص نہیں ہے یہ لوگوں کو دکھاوے کے لیے ہے۔ بات سمجھ آئی!

اس عبارت میں "أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" حالانکہ "وَحْدَهُ" کافی تھا، اگر شرک اکبر مقصد تھا تو کافی تھا لیکن "مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ" میں شرک اصغر بھی آ گیا اور ساری شرک کی قسمیں آ گئیں جیسے آگے بیان کریں گے۔ یعنی نہ شرک اکبر ہو جیسے پکارتے نہیں کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو آپ کے ذہن میں یہ گمان بھی نہ آئے کہ آپ کسی کو خوش کرنے کے لیے یہ عمل کر رہے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے آپ نے یہ عمل کیا ہے۔ "كَمَا قَالَ تَعَالَى" (جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56) (اور میں نے پیدا نہیں کیا جن کو اور انس کو إِلَّا یہ کہ میری عبادت کریں)۔ ﴿إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کا مطلب ہے جیسا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "إلا ليوحدون" (تاکہ وہ توحید کریں یعنی عبادت توحید کے ساتھ)۔ اس آیت کریمہ میں بہت عظیم فوائد ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے، خلق کی صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

2۔ جن کا وجود کہ جن موجود ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے جن کے وجود کا انکار کیا اور یاد رکھیں جس نے بھی جن کے وجود کا انکار کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کیوں کہ اس نے اس آیت کو جھٹلایا ہے۔

3۔ انس کا وجود جن کے بعد آیا کیوں کہ جن کو پہلے بیان کیا ہے ﴿خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ اور واقعی یہ بات حقیقت ہے۔

سورۃ البقرۃ کی تفسیر میں آیت نمبر 30 سے لے کر جو آگے آیتیں ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ بیان کیا ہے تو وہاں پر اگر تفسیر میں دیکھیں گے آپ جب فرشتوں نے یہ کہا کہ (اے اللہ تعالیٰ! آپ کیسی مخلوق پیدا کرنے والے ہیں آپ ایسی مخلوق پیدا کرنے والے ہیں جو خون ریزی اور فساد برپا کرے)۔ تو ان کو کہاں سے علم ہوا کیا علم غیب کے مالک تھے وہ؟ نہیں، انہوں نے دیکھا تھا کہ جن پہلے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے پہلے جنوں کو پیدا کیا تھا اور جنوں نے فساد برپا کیا تھا تو انہوں نے یہ سوچا کہ جب پہلے جن آئے انہوں نے اس طریقے سے فساد برپا کیا ہو سکتا ہے کہ یہ مخلوق بھی ایسی ہو! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿اِنِّیٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾(البقرۃ:30) (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو)۔ یہ آگے دیکھنا یہ مخلوق کیسی ہے میری یہ ان جنوں کی طرح نہیں ہے یہ اور مخلوق ہے۔

4۔اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا جن وانس کو؟ اپنی عبادت کے لیے، توحید کے لیے۔

5۔اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ مکلف کون ہے پوری کائنات میں؟ جن وانس ہیں کوئی اور مکلف نہیں ہے، نہ جانور، نہ درند، نہ پرند ، کوئی مکلف نہیں ہے اگر مکلف کوئی ہے یعنی جسے دین کی تکلیف دی گئی کہ آپ نے دین پر عمل کرنا ہے پھر سوال بھی ہو گا حساب بھی ہو گا وہ جن وانس ہیں بس۔

﴿اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ﴾"إلا ليوحدون" اللہ تعالیٰ نے توحید کے لیے ہی اپنی عبادت کے لیے ہی پوری کائنات کو پیدا کیا اور یاد رکھیں عبادت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں، زکوۃ، روزہ اور حج کرنا بلکہ عبادت میں اس کے ساتھ ساتھ والدین کی فرماں برداری ہے، صلہ رحمی، یہ بھی عبادت ہے ہم بھول جاتے ہیں۔ والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، مسلمانوں کے عام حقوق۔ کافروں کے کیا حقوق ہیں ہم پر؟ آپ جانتے ہیں اس پتھر کے بھی حقوق ہیں، یہ کھانا یہ پینا اس کے بھی حقوق ہیں کہ ضائع نہ کرو۔ سوال ہو گا کہ نہیں ہو گا؟ سب کے حقوق ہیں ہر چیز کے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسے ہی پیدا نہیں کیا۔ مومن جو ہوتا ہے صحیح مومن جو ہوتا ہے وہ ایک ایک چیز کو دیکھتا ہے اور اپنا قدم جب اٹھاتا ہے تو دیکھتا ہے کیا میں نے جب قدم اٹھایا کیوں اٹھایا؟ جب رکھا کہاں رکھ رہا ہوں؟ کیوں رکھ رہا ہوں؟ ﴿اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ﴾ مکمل فرمان برداری۔

6۔اور آخری فائدہ اس میں یہ ہے (فائدے بہت ہیں میں مختصراً بیان کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انس کو اور پوری کائنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے کسی اور چیز کے لیے نہیں۔

یعنی جیسے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیدا کیا۔ تو یہ آیت واضح جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا اور پوری کی پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتی ہے۔ یہ پتھر، یہ درخت، یہ درند، یہ پرند سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں اگر کوئی ایسی مخلوق ہے جس نے نافرمانی کی ہے تو وہ یہ انسان ہے یہ انسان نافرمان ہے باقی ساری کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی فرمان بردار ہے، ساری کی ساری مخلوق تسبیح کرتی ہے۔ کیسے کرتی ہے؟ ﴿وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (تمہیں سمجھ نہیں آسکتی کیسے تسبیح کرتی ہے) (الاسراء:44)۔

"فَإِذَا عَرَفْتَ" (جب تم نے یہ جان لیا) "أَنَّ اللهَ خَلَقَكَ لِعِبَادَتِهِ" (کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے)۔ پہلے فرمایا "اعْلَمْ" جب یہ جان چکے ہیں کہ کیوں پیدا ہوئے؟ عبادت کے لیے۔ اب ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ہمیں، اب آگے دیکھیں۔ "فَإِذَا عَرَفْتَ" (جب تم یہ جان چکے) "أَنَّ اللهَ" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے) "خَلَقَكَ لِعِبَادَتِهِ" (تجھے پیدا کیا اپنی عبادت کے لیے) "فَاعْلَمْ" پھر فَاعْلَمْ، اب متوجہ ہوں "فَاعْلَمْ" (یہ سنو اور سمجھو) "أَنَّ الْعِبَادَةَ لَا تُسَمَّى عِبَادَةً إِلَّا مَعَ التَّوْحِيدِ" (کہ عبادت اس وقت تک عبادت نہیں ہوتی إِلَّا یہ کہ توحید ہو)۔ یعنی عبادت سوائے توحید کے عبادت نہیں، بغیر توحید کے کوئی عبادت عبادت ہی نہیں، یعنی بغیر توحید کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہی نہیں ہے پیدا کیا ہے تو توحید کے لیے پیدا کیا ہے۔

اب مثال دے رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ "كَمَا أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُسَمَّى صَلَاةً إِلَّا مَعَ الطَّهَارَةِ" (جیسا کہ نماز اس وقت تک نماز نہیں ہوتی جب تک کہ طہارت نہ ہو)۔

کوئی بغیر طہارت کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ بغیر وضو کے نماز ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ مثال کیوں بیان کی؟ اور مخالفین نے اس کو پکڑا ہے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ حدث جیسے آگے بیان ہو گا کہ "طہارت اور حدث کو توحید اور شرک سے جا کر ملا دیا ہے"۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ گستاخی ہے لیکن گستاخی نہیں ہے یہ ان کی کم علمی ہے، مخالفت نے ان کی آنکھوں کے سامنے پردے ڈال دیئے اور دلوں کو دور کر دیا۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ ایک محسوس مثال بیان کر رہے ہیں جو بچے کو بھی پتہ ہے۔ کوئی ایسا بچہ ہے جو نماز پڑھتا ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ طہارت ضروری ہے نماز کے لیے؟ کوئی مسلمان بچہ دیکھ لیں آپ والدین سب سے پہلے تعلیم کیا دیتے ہیں؟ جب نماز کے لیے کہتے ہیں بچے کو جا کر کہتے ہیں ہاتھ پکڑ کر جاؤ مسجد نماز پڑھو یا پہلے وضو کا کہتے ہیں کہ جا کر وضو کرو؟ بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی بچے بچے کو پتہ ہے یہ ایک محسوس مثال ہے جو بچہ بچہ جانتا ہے

مسلمان، اس مثال کو اب بیان کر رہے ہیں اس مسئلے کے ساتھ جسے بڑے بڑے عالم نہیں سمجھ پائے آج۔ بات سمجھ آئی! بڑے بڑے عالم جو اپنے آپ کو عالم کہتے ہیں وہ اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکے۔

تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے آسان ترین مثال بیان کی ہے تاکہ عوام الناس بھی سمجھیں اور علماء بھی سمجھیں اور نظر ثانی کریں اس کو سن کر۔ کیا؟ کہ جیسے نماز بغیر طہارت کے نہیں ہوتی "فَإِذَا دَخَلَ الشِّرْكُ فِي الْعِبَادَةِ" (بس اگر شرک عبادت میں داخل ہو جائے) "فَسَدَتْ" (باطل ہو جاتا ہے)۔ عبادت کس سے باطل ہوتی ہے؟ شرک سے باطل ہوتی ہے۔ "كَالْحَدَثِ إِذَا دَخَلَ فِي الطَّهَارَةِ" (اس کی مثال ایسی ہے جیسے حدث (ناپاکی) طہارت میں شامل ہو جائے تو اس پر غالب ہو جاتی ہے اور طہارت ختم ہو جاتی ہے)۔

یعنی عبادت میں شرک اگر مل جائے تو عبادت فاسد ہو جاتی ہے باطل ہو جاتی ہے اور طہارت میں ایک شخص نے وضو کیا پھر اس کو حدث آ گیا۔ حدث کہتے ہیں ہوا خارج کرنے کو یا پیشاب یا پاخانہ کرنے کو یہ حدث اصغر ہے۔ حدث اکبر ہوتا ہے بیوی سے ہمبستری کرنے سے جو جنابت ہوتی ہے، منی خارج ہونے سے حدث اکبر ہوتا ہے، تو اسے کہتے ہیں حدث عربی زبان میں۔ اگر ایسا ہو جائے تو جسم میں کوئی گندگی نہیں لگی، دیکھیں نجاست اور حدث میں فرق ظاہر ہے۔ ایک فقہی بات آ گئی ہے بیچ میں، نجاست کا مطلب ہے کہ کوئی گندگی آپ کے جسم کو لگ جائے کپڑے کو یا جسم کو یہ نجاست ہے۔

حدث جو ہے ایک وصف ہے کوئی محسوس چیز نہیں ہے یعنی ہوا خارج ہو گئی ایک بندے کی اب اس میں کیا فرق پڑا بندہ وہیں بیٹھا ہے نہ اسے باہر سے کوئی چیز لگی ہے نہ کچھ صرف ہوا خارج ہونے سے اس کا وصف تبدیل ہو گیا پہلے پاک تھا اب ناپاک ہو گیا۔

لیکن نجاست جو ہے وہ باہر سے کوئی چیز آ کر لگتی ہے، پیشاب کا خارج ہونا حدث ہے، پیشاب کا لگنا نجاست ہے نجس ہے۔ بات سمجھ آئی؟ تو حدث جو ہے وہ طہارت کو زائل کر دیتا ہے ختم کر دیتا ہے اسی طریقے سے شرک بھی اگر عبادت میں مل جائے تو اسے باطل کر دیتا ہے۔ دونوں میں کیا کوئی فرق ہے؟ کوئی فرق نہیں ہے، عقل والے سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں ہے۔

"فَإِذَا عَرَفْتَ" (اب جب تم یہ بھی جان چکے ہو) "أَنَّ الشِّرْكَ إِذَا خَالَطَ الْعِبَادَةَ" (جب شرک عبادت میں مل جائے خلط ملط ہو جائے) "أَفْسَدَهَا" (اسے فاسد کر دے باطل کر دے) "وَأَحْبَطَ الْعَمَلَ" (اور عمل کو اکارت کر دے) "وَصَارَ صَاحِبُهُ، مِنَ الْخَالِدِينَ فِي النَّارِ" (اور وہ شخص جو ایسی عبادت کرتا ہے جس میں شرک بھی شامل کرتا ہے اس کی عبادت کی باطل ہے فاسد ہے اور اس کا عمل بھی اکارت ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہے)۔

کیوں؟ آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں "عَرَفْتَ" (یہ تم نے ضرور جان لیا ہو گا اب اس مقدمے سے) "أَنَّ أَهَمَّ مَا عَلَيْكَ مَعْرِفَةُ ذَلِكَ" (کہ تمہیں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تم یہ جان لو)۔ کیا؟ کہ توحید اور شرک کیا ہے، عبادت میں کیسے ہم

توحید کریں اور شرک سے کیسے دور ہوں۔"لَعَلَّ اللهُ"(جب تم یہ جان لوگے اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ان شاءاللہ ہم امید کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ تجھے) "لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَكَ مِنْ هَذِهِ الشَّبَكَةِ" (کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس جال سے اس جال کے اندر پھنسنے سے نجات عطا فرمائے اور تجھے اس جال سے خلاص عطا فرمائے تم اس جال میں نہ پھنسو)۔ کس جال میں؟ شرک کے جال میں۔ اچھا عجیب سی بات ہے شرک کو جال سے کیوں مشابہت دی ہے؟! کبھی شرک کو حدث سے مشابہت دیتے ہیں کبھی شرک کو پھر جال سے مشابہت دیتے ہیں۔ جال سے اس لیے مشابہت دی ہے اس کی دو وجوہات ہیں:

1۔ جال کس کے لیے ہوتا ہے عام طور پر؟ مچھلیوں کے لیے یا جانوروں کے لیے یا لاعلمی میں کسی کو پھنسانے کے لیے۔ نہیں! جال کس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟ اسی لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ یہ جال آپ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے کوئی پھنسے گا اس میں؟ وہ پھنسے گا جس کے پاس علم نہیں ہے، تو پھر یہ مثال دی۔

2۔ پھر دوسری وجہ یہ ہے جال کی کہ شرک ایسا جال ہے جیسے مچھلی اگر ایک دفعہ اس میں پکڑی جائے تو پھر اس کی جان جا سکتی ہے وہ نکل نہیں سکتی تو شرک ایک ایسا دلدل ہے جس سے اگر انسان خود نکلنے کی کوشش نہ کرے علم حاصل کر کے جیسے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے شروع میں بیان کیا ہے تو وہ اس سے نکل نہیں سکتا۔ یعنی اتنا مضبوط اور سخت جال ہے کہ اس سے نکلنے میں بہت دشواری ہوتی ہے لہذا علم حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اگر جال سے نکلنا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

"لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَكَ مِنْ هَذِهِ الشَّبَكَةِ" یہ "الشَّبَكَةِ" کیا ہے؟ یہ نیٹ یہ جال کیا ہے؟ "وَهِيَ الشِّرْكُ بِاللهِ"(اور یہ جال اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے) "الَّذِي قَالَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ"(جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا):

﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ کبھی مغفرت نہیں کرتا کبھی معاف نہیں کرتا شرک کو کہ کوئی شخص اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے) ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ چاہے تو معاف کر دے) ﴿لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (جسے بھی) (النساء:48)۔ ﴿وَذَٰلِكَ﴾ (اور یہ بچنا شرک سے)۔ کیسے ہوگا؟ "بِمَعْرِفَةِ أَرْبَعِ قَوَاعِدَ ذَكَرَهَا اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ"(اور یہ ہم اس طریقے سے بچیں گے کہ جب ہم چار اہم قاعدے توحید اور شرک کے معاملے میں سمجھیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان چار قواعد کو جو ہم بیان کرنے جا رہے ہیں یہ قواعد اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں ان قواعد کا ذکر کیا ہے)۔

تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اپنی طرف سے شیخ صاحب رحمہ اللہ کوئی بات بیان کرنے والے ہیں، جب بات اتنی بھیانک اور اتنی خطرناک ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ابدی اور ہمیشہ کا عذاب ہے یا جنت کا ہمیشہ ہمیشہ کا ثواب ہے تو جب یہ دو ٹوک

بات ہے یا جنت یا دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے پہلے سے ہی اس سے پہلے کہ یہ قاعدہ بیان کریں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے پہلے سے یہ بیان کر دیا ہے کہ آپ کا ذہن کہیں دور نہ جائے یہ میری طرف سے نہیں ہے یہ اللہ تعالی کے قرآن مجید میں سے ہے۔اور یہاں پر حدیث کا لفظ نہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اور قاعدے جیسے ہم بیان کریں گے یہ قاعدے صرف قرآن مجید کی آیات ہیں۔کیوں؟تاکہ کوئی شخص یہ بھی نہ کہے کہ حدیث ہے تو ضعیف بھی ہو سکتی ہے۔ہوتا ہے نااختلاف لوگوں میں بھئی ہو سکتا ہے کہ حدیث ہے ہو سکتا ہے ضعیف ہو لیکن قرآن میں جب قرآن کی آیات بیان کی جارہی ہیں اور بنیادی بات ہے تو اس میں کوئی بھی شخص اختلاف کرنے والا نہیں۔اور یہ چار قاعدے جو ہیں ان شاءاللہ اگلے درس میں ہم پہلا قاعدہ شروع کریں گے آج کے لیے اتنا کافی ہے۔

اور یہ جو قاعدے ہیں یہ بنیاد ہیں توحید اور شرک کی عقیدے کی بنیاد ہیں جیسے ہر علم میں کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے۔اب مثال کے طور پر عربی زبان کی بنیاد کیا ہے؟قاعدہ "الف باء تاءثاء" جو یہ نہیں پڑھتا وہ عربی کبھی نہ پڑھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔اس کو پتہ ہونا چاہیے کہ قاعدے کیا ہیں۔انگلش میں "ABC" جسے ABC نہیں آتی آپ اسے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مجھے ورڈ بنا کر دو کوئی لفظ بنا کر دو۔نہیں۔تو ہر چیز کے قاعدے ہیں اور شرک اور توحید کے قواعد میں سے صرف چار قاعدے نہیں ہیں قواعد بہت ہیں تقریباً بیس تیس کے قریب ہیں لیکن شیخ صاحب رحمہ اللہ نے جو بنیادی قاعدے ہیں چار تاکہ عوام الناس بھی ان سے فائدہ حاصل کریں صرف چار ہی بیان کیے ہیں اور ہم بھی ان چار سے شروع کریں گے ان شاءاللہ اگلے درس میں۔اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے،قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے،شرک بدعات اور خرافات سے ہمیں اور سب مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے، آمین۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

دو سوال اس آج کے درس کے بارے میں پانچ منٹ ہیں صرف اگر کوئی آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو۔

سوال: جو مخالف ہیں وہ عام طور پر کہتے ہیں کہ نجد سے فتنہ اٹھے گا حدیث بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور وہ کہتے ہیں کہ فتنہ ہے محمد بن عبدالوہاب (رحمہ اللہ)،اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ نجد کا مطلب کیا ہے؟نجد صرف سعودی عرب میں نہیں ہے نجد عراق میں بھی ہے،نجد شام میں بھی ہے۔نجد کہتے ہیں اونچی جگہ کو عربی زبان میں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی صحیح حدیث ہے

اشارہ بھی کیا کہ ''نجد سے فتنہ اٹھے گا'' اس کا مقصد عراق تھا اور فتنے سارے عراق سے نکلے ہیں آپ دیکھ لیں، تقریباً سارے فتنے جو ہیں وہاں سے نکلے ہیں وہاں سے نمایاں ہوئے ہیں۔

جزیرۂ عرب کی جگہ سے کون سا فتنہ نکلا ہے مجھے بتائیں؟ خوارج کہاں سے نکلے ہیں؟ معتزلی کہاں سے نکلے ہیں؟ قدری جو ہیں وہ کہاں سے نکلے ہیں؟ یہ اشاعرہ، معتزلہ یہ سارے کہاں سے نکلے ہیں؟ یہ سارے جو فرق ہیں عراق کا علاقہ، ایران کا علاقہ یہی علاقے ہیں۔ یہ نجد کا علاقہ جو حدیث میں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشن گوئی دی تھی اور واقعی وہاں سے نکلے۔ اور یہ بات کہاں سے لی؟ یہ حدیث جہاں پر بیان ہوئی اس حدیث کے شارحین جو ہیں انہوں نے بیان کیا ہے یہ میرا قول یا میرے امام کا قول نہیں ہے۔ یہ جو حدیث کے شراح ہیں جنہوں نے شرح کی ہے حدیث کی جن کی کتابوں کو ہمارے مخالفین جو ہیں اپنے مکتبہ میں مزین کرتے ہیں خوبصورت طریقے سے رکھتے ہیں، ادب سے اٹھاتے ہیں اور پڑھتے ہیں ان ہی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے ۔انہیں کہہ دیں کتاب اٹھاؤ شرح اور دیکھو اس نجد سے کیا مراد ہے، ایک کتاب دکھا دو اس نجد سے اگر مراد ہے سعودی عرب ایک دکھادو ہمیں، نہیں ہے ان کے پاس۔

سوال: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ کو حنبلی کہا جاتا ہے تو یہ فرق حنبلی اور اہل حدیث کا کیا ہے؟ جیسے شیخ ناصرالدین البانی کو بھی حنبلی کہا جاتا ہے۔ جب کہ ہمیں پتہ ہے کے وہ جواب قرآن اور حدیث سے دیتے ہے؟

جواب: جی ہاں، دیکھیں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ جس خاندان میں بڑے ہوئے وہ حنبلی خاندان تھا۔ فقہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ کے مطلب مقلدین تھے اور یہ جو تقلید کا لفظ ہے یاد رکھیں اس میں کافی مطلب ہمارے اپنے ساتھی بھی مخالفت کرتے ہیں ہمارے ساتھ۔ تقلید دو قسم کی ہے:

1۔ جو مطلق تقلید ہے یعنی آپ کسی خاص شخص کی تقلید نہیں کرتے تو وہ اس کے لیے جائز ہے جس کے پاس یہ علم نہ ہو۔ ایک عوام الناس میں سے ہے کچھ پتہ بھی نہیں ہے اسے اور ایک شخص سے یا عالم سے جس کے تقویٰ کا اسے علم ہے کہ یہ متقی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے، عقیدہ بھی درست ہے اچھا شخص ہے اس سے سوال کرتا ہے اور وہ شخص اسے جواب دیتا ہے تو اس کی اگر وہ تقلید کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ عامی جو ہے اگر وہ دلیل بھی بیان کرے تو اسے سمجھ نہیں آئے گی اور کچھ مسائل اجتہادی مسائل ہوتے ہیں ان میں دلیل ہے ہی نہیں شروع سے دلیل نہیں ہے تو ہر مسئلے میں دلیل نہیں

ہے۔اور مقلد اسے کہتے ہیں جو کسی عالم کی بغیر دلیل کے یا کسی شخص کی بغیر دلیل کے قول کو لے لے اس پر عمل کرے اسے مقلد کہتے ہیں۔

تو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ حنبلی خاندان میں سے تھے کوئی شک نہیں ہے لیکن انہوں نے جب علم حاصل کیا تو مجتہد تھے۔اس کے ساتھ ساتھ جس مسئلے میں اجتہاد ضروری تھا یعنی کوئی دلیل نہیں ہے تو وہاں پر خود اجتہاد کرنے سے انہوں نے بہتر یہ سمجھا کہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ کے اجتہاد پر عمل کروں۔

یعنی ایک مسئلہ اجتہادی مسئلہ ہے اور اس میں دلیل نہیں ہے قرآن مجید سے یا صحیح حدیث سے یا ان کو ملی نہیں ہے ان کو سمجھ نہیں آرہی اور امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ نے ایک فتویٰ دیا ہے اپنی فقہ میں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے اور وہ کہیں قرآن اور حدیث سے ٹکراتا نہیں ہے کیوں کہ اجتہادی مسئلہ ہے اصل میں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب اسی طریقے سے شیخ بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہااللہ یہ سارے مشائخ جو ہیں یہ کیا کرتے تھے ؟خود مجتہد ہیں لیکن جب ایسا فتویٰ آتا یا تو خود اجتہاد کرتے کبھی کبھی اگر امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ کا فتویٰ اس سے ٹکراتا کسی قرآن یا حدیث سے خود اجتہاد کر کے بات بیان کرتے کہ بھئی یہ مسئلہ ایسے ہے اس کی دلیل یہ ہے۔

الشرح الممتع مشہور کتاب ہے شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃاللہ علیہ کی اس میں فقہ حنبلی کی شرح کی ہے زاد المستقنع ایک کتاب ہے فقہ حنبلی کی اس کی انہوں نے شرح کی ہے الشرح الممتع جو ہے انہوں نے تقریباً آدھے سے زیادہ مسائل میں اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف جب کرتے ہیں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے اس میں سے پھر دلیل بیان کرتے ہیں کہ یہ ہمارے امام کی دلیل تھی یہاں پر ان کو غلطی ہوئی یہ ہماری دلیل ہے، یا یہاں پر امام صاحب کا اجتہاد ہے یہ ہماری دلیل ہے۔اور جہاں پر اجتہادی مسئلہ ہوتا ہے بالکل اور مطلب ہے اس میں کوئی دلیل بھی نہیں تو تقلید کرتے۔اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃاللہ جلد نمبر2 صفحہ نمبر161 میں الشرح الممتع میں بیان کرتے ہیں"اس مسئلے میں کیوں کہ واضح دلیل نہیں ہے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃاللہ علیہ کی تقلید کرتا ہوں"۔کیوں کہ دلیل واضح نہیں ہے اس میں تو لوگ کہتے ہیں یہ حنبلی ہے حقیقتاً جو ہے یہ وہ حنبلی نہیں جیسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ مقلدین ہیں اور اندھی تقلید کرتے ہیں۔

2۔اندھی تقلید، شخصی تقلید جائز نہیں ہے یہ تقلید کی دوسری قسم ہے یہ جائز نہیں ہے کسی صورت میں یہ حرام ہے۔ محدثین نے، علماء نے اس کی ممانعت کی ہے اور ہمیشہ سے سختی کی ہے اور ہر محدث امام نے اپنے وقت میں اس سے آگاہ کیا ہے کہ اس پر

عمل کوئی نہ کرے کیوں کہ یہ گمراہی کا ایک راستہ ہے۔ کیا حق صرف ایک شخص کے پاس ہے کہ اس کی پیروی کرتے رہو؟ یہ بالکل بات درست نہیں ہے۔

لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ بھی حنبلی ہیں مقلد ہیں، جو مخالفین جب سختی کرتے ہیں جب کوئی قول آجاتا ہے وہ کہتے ہیں'' بھئی یہ بھی تو مقلد ہیں''۔ غصے میں آکر ایسا کہتے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ وہ مقلد نہیں جو آپ سمجھتے ہیں جو شخصی تقلید کرتے ہیں۔ جیسے تقلید ہمارے ملکوں میں بھی ہے جو حنفی مقلدین ہمارے ملکوں میں احناف جو ہیں وہ بالکل سختی برتتے ہیں وہ کہتے ہیں'' کچھ بھی ہو جائے قرآن کی آیت ہے حدیث ہے اپنی جگہ پر ہے لیکن ہمارے امام کا قول ہے ہم نہیں چھوڑتے''۔ اسے کہتے ہیں تقلید شخصی لیکن جو شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ کی بات میں نے بیان کی ہے وہ کہتے ہیں جب اس میں دلیل ہی نہیں ہے کوئی واضح دلیل نہیں ہے تو میں اس پر تقلید کرتا ہوں۔ اب بہتر ہے میں اجتہاد کروں یا ایک عالم جس کے میں تقویٰ کو بہتر سمجھتا ہوں اس کو اپنا عالم استاد مانتا ہوں اس شخص کے اجتہاد پر میں عمل کروں؟ تو بہتر ہے جو میرے استاد ہیں جہاں سے میں نے علم حاصل کیا ہے ان سے یا جن کی کتابوں سے میں نے فائدہ حاصل کیا ہے کہ ان کے اجتہاد پر میں عمل کروں۔ تو اس لیے وہ اس طریقے سے حنبلی مشہور ہیں۔

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ»

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (01. چار بنیادی قاعدے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio